شفاعتِ رسالتِ مآب بزبانِ رسالتِ مآب صلی اللہ علیہ وسلم
(ایک تحقیقی مطالعہ)

عرفان خالد ڈِھلّوں*

مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ رسول اللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم روزِ قیامت اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے امتیوں کے حق میں شفاعت فرمائیں گے۔ ہر مسلمان کی یہ دلی آرزو ہے کہ اس دن اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب ہو۔شرح العقیدۃ الطحاویۃ میں اس عقیدہ کی وضاحت یوں کی گئی ہے:

وأما أهل السنة والجماعة فيقرون بشفاعة نبينا صلى الله عليه وسلم فى أهل الكبائر، وشفاعة غيره، لكن لا يشفع أحد حتى يأذن الله له ويحد له حدا(۱)

اہل سنت والجماعت (ا۔ا) اہل کبائر (۲) کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت مانتے ہیں۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ بعض دوسروں کی شفاعت بھی مانتے ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ کی اجازت اور تحدید کے بغیر کوئی شخص شفاعت نہیں کر سکے گا۔

مندرجہ بالا عقیدہ کی وضاحت سید سلیمان ندویؒ (م۱۹۵۳ء) کی اس تحریر سے بھی ہوتی ہے: ’’عرصۂ دار وگیر محشر میں جب جلال الٰہی کا آفتاب پوری تمازت پر ہوگا اور گنہگار انسانوں کو امن کا کوئی سایہ نہیں ملے گا، اس وقت سب سے پہلے فخر موجودات، باعثِ خلق کائنات، سید اولادِ آدم، خاتم الانبیاء ورحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھوں میں لوائے حمد لے کر اور فرقِ مبارک پر تاجِ شفاعت رکھ کر گنہگاروں کی دستگیری فرمائیں گے‘‘۔ وہ مزید لکھتے ہیں: ’’چونکہ شفاعت اصل میں یہی ہے کہ کسی درخواست کنندہ اور عریضہ گزار کے ہم آہنگ ہو کر کسی بڑے کے سامنے اس کی عرض ودرخواست کو قبول کر لینے کی خواہش یا اظہار کرنا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت بھی یہی ہوگی کہ آپ گنہگاروں کی زبان بن کر ان کی طرف سے خداوند ذوالجلال کے اذن سے اس کے سامنے ان کی بخشش و مغفرت کی درخواست پیش کریں گے‘‘(۳)۔

امام نوویؒ (م ۶۷۶ھ) نے قاضی عیاضؒ (م۵۴۴ھ) کا یہ قول نقل کیا گیا ہے: اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت عقلی طور پر جائز ہے اور شرعی طور پر اس کا ثبوت قرآن مجید کی ان آیات

* ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور، پاکستان۔

وغیرہ سے بصراحت ہوتا ہے:

يَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهُ قَوْلاً[طٰہ۲۰:۱۰۹]

اس دن انہیں کوئی سفارش نفع نہیں دے گی ،سوائے اس شخص کی شفاعت کے جسے رحمٰن نے اجازت دی اوراس کے قول کو پسند فرمایا ہو۔اور

وَلَا يَشْفَعُوْنَ إِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى[الأنبیاء۲۱:۲۸]

اور وہ شفاعت نہیں کریں گے،سوائے اس کے لیے جسے وہ پسند فرمائے۔

اس کے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصادق کی احادیث بھی ہیں۔حدِ تواتر تک پہنچے ہوئے آثار بھی آخرت میں گناہگاروں کی شفاعت پر دلالت کرتے ہیں۔اہل سنت کے سلف صالح اوران کے بعد والے علماء کا اس پر اجماع ہے۔خوارج اور بعض معتزلہ اس کے مخالف ہیں۔ان کا مذہب یہ ہے کہ گناہگار ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔ اس کی دلیل میں وہ قرآن مجید کی یہ آیت لاتے ہیں:

فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِيْنَ [المدثر۷۴:۴۸]

انہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچائے گی شفاعت کرنے والوں کی شفاعت۔اور

مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ[غافر۴۰:۱۸]

ظالموں کے لیے کوئی دوست نہیں ہوگا اور نہ ایسا سفارشی جس کی سفارش مانی جائے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ دونوں آیات کفار کے بارے میں ہیں۔یہاں ظلم سے مراد شرک ہے۔ان کی یہ تاویل کہ اس سے مراد درجات میں اضافہ ہے، تو یہ تاویل باطل ہے۔اس لیے کہ احادیث کے الفاظ خوارج اور معتزلہ کے مذہب کو صراحت سے باطل قرار دیتے ہیں۔احادیث کے الفاظ مستحقینِ جہنم کے وہاں سے نکلنے پر بھی صراحت سے دلالت کرتے ہیں (۴)۔

قرآن مجید کی آیت: **فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِيْنَ**[المدثر۷۴:۴۸] (انہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچائے گی شفاعت کرنے والوں کی شفاعت) کی تفسیر میں امام قرطبیؒ (م۶۷۱ھ) نے لکھا ہے: یہ آیت گناہگاروں کی شفاعت کو ثابت کرتی ہے۔اہل توحید میں سے بعض لوگوں کو ان کے گناہوں کے سبب عذاب ہوگا اور پھر ان کے لیے شفاعت ہوگی۔ یوں اللہ تعالیٰ ان کی توحید اور شفاعت کے سبب ان پر رحم فرمادیں گے۔پھر وہ جہنم سے نکال دیئے جائیں گے۔جبکہ کفار کے لیے کوئی شفاعت کرنے والا نہیں ہوگا (۵)۔

اس حوالے سے چند آثار بھی ملاحظہ ہوں: حضرت عمرؓ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا تھا:اس امت میں ایسے

لوگ ہوں گے جو رَجم، دجال، عذابِ قبر، شفاعت اور لوگوں کے جہنم سے نکلنے کا انکار کریں گے(۶)۔حضرت انسؓ کا قول ہے کہ جس نے شفاعت کو جھٹلایا اس کا شفاعت میں کوئی حصہ نہیں ہے(۷)۔ابن بطالؒ کا قول ہے: شفاعتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم متواتر احادیث سے ثابت ہے(۸)۔

ابن ابی العزؒ (م۷۹۲ھ) نے شفاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی آٹھ اقسام بیان کی گئی ہیں:

پہلی قسم جو سب سے اعلیٰ ہے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے۔ دوسری قسم وہ ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کو جنت میں داخلہ کی شفاعت فرمائیں گے جن کی نیکیاں اور بداعمالیاں برابر ہوں گی۔تیسری قسم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے لوگوں کو جنت میں داخل کرنے کی شفاعت کریں گے جنہیں جہنم بھیجنے کا حکم دیا جا چکا ہو گا۔چوتھی قسم وہ ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنتیوں کے رفع درجات کی شفاعت فرمائیں گے۔پانچویں قسم کی شفاعت ان لوگوں کے لیے ہے جو بغیر حساب کے جنت میں داخل کر دیئے جائیں گے۔چھٹی شفاعت میں مستحقین کے عذاب میں تخفیف ہو گی۔ساتویں قسم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام مومنین کے جنت میں داخلہ کی شفاعت کی اجازت ہو گی اور آٹھویں قسم امت کے مرتکبین کبائر کے لیے ہے جو جہنم میں ہوں گے اور وہاں سے انہیں نکالا جائے گا(۹)۔

زیرِ نظر مضمون شفاعتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہے۔شفاعت، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ہے۔ مقالہ ہٰذا کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں شفاعتِ نبوی کو بزبانِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم بیان کیا گیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حق شفاعت سے متعلق جو کچھ ارشاد فرمایا ہے اس کی روشنی میں شفاعتِ نبوی کے خوبصورت خدوخال یہ ہیں:

ہر نبی کی ایک دعا جو انہوں نے کی، قبول ہوئی۔

اللہ تعالیٰ کے مبعوث کردہ انبیاء میں سے ہر نبی کی ایک دعا ایسی ہوتی ہے جو بارگاہِ ایزدی میں مقبول ہوتی ہے۔ ''صحیح بخاری میں'' حضرت انسؓ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: كُلُّ نَبِيٍّ سَأَلَ سُوالًا، أَوْ قَالَ: لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ قَدْ دَعَا بِهَا فَاسْتُجِيبَ (۱۰)۔ ہر نبی نے اپنا مطلوب مانگ لیا، یا یہ فرمایا: ہر نبی کی ایک دعا جو انہوں نے کی، قبول ہوئی۔

امام بخاریؒ (م۲۵۶ھ) نے حضرت ابوہریرہؓ کی ایک روایت درج کی ہے۔ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ ہیں: لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ يَدْعُوبِهَا (۱۱)۔ ہر نبی کی ایک دعا مقبول ہوتی ہے جسے وہ مانگتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہؓ کی ایک اور روایت، جسے امام مسلمؒ (م ۲۶۱ھ) نے نقل کیا ہے، اس کے الفاظ یوں ہیں: لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ دَعَا بِهَا فِي أُمَّتِهِ فَاسْتُجِيبَ لَهُ (۱۲)۔ ہر نبی کی ایک دعا ہے جو اس نے اپنی امت کے لیے مانگی اور وہ قبول ہوتی ہے۔

''ہر نبی کی ایک مقبول دعا'' کی وضاحت کرتے ہوئے ابن حجر عسقلانیؒ (م ۸۵۲ھ) نے لکھا ہے: اس سے مراد حضرات انبیاء کرام کی دعاؤں میں سے افضل دعا ہے (۱۳)۔ اس ضمن میں امام نوویؒ (م ۶۷۶ھ) لکھتے ہیں: اس کا معنی یہ ہے کہ ہر نبی کی ایک دعا ایسی ہوتی ہے جو یقینی طور پر قبول ہوتی ہے۔ جبکہ دیگر دعاؤں کے بارے میں یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ شرفِ قبولیت کا درجہ پائیں۔ ان میں سے بعض مقبول ہو جاتی ہیں اور بعض نہیں (۱۴)۔

میں نے اپنی دعا روزِ قیامت اپنی اُمت کی شفاعت کے لیے رکھ لی ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی ایک دعا ایسی تھی جو اللہ تعالیٰ کے ہاں شرفِ قبولیت رکھتی تھی۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کی شفاعت کرنے کے لیے اپنی وہ دعا روزِ قیامت تک کے لیے رکھ لی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اب یہ دعا اپنی امت کے حق میں قیامت کے دن استعمال فرمائیں گے۔ ''صحیح بخاری'' میں حضرت انسؓ سے مروی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فَجَعَلْتُ دَعْوَتِيْ شَفَاعَةً لِأُمَّتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (۱۵)۔ میں نے اپنی دعا روزِ قیامت اپنی امت کی شفاعت کے لیے محفوظ کر لی ہے۔

ابن بطالؒ نے کہا ہے: اس حدیث میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام انبیاء پر فضیلت یوں بیان کی گئی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقبول دعا کے لیے اپنی ذات اور اپنے خاندان پر اپنی امت کو ترجیح دی ہے، اور اس دعا کو امت کی ہلاکت والی نہیں بنایا ہے۔ امام نوویؒ (م ۶۷۶ھ) کہتے ہیں: اس پتہ چلتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت سے کتنی کمال کی شفقت، محبت اور ان کے مصالح کا خیال رکھتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دعا کو امت کے انتہائی ضرورت والے وقت کے لیے رکھ دیا ہے (۱۶)۔

امام مسلمؒ (م ۲۶۱ھ) نے حضرت ابوہریرہؓ کی ایک حدیث بیان کی ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ یوں ہیں: لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ يَدْعُوْبِهَا فَأَنَا أُرِيْدُ، إِنْ شَاءَ اللّٰهُ، أَنْ أَخْتَبِيءَ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِأُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ (۱۷)، ہر نبی کی ایک دعا ہوتی ہے جسے وہ مانگتے ہیں، میرا اِرادہ ہے، اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا، کہ میں اس دعا کو اپنی امت کی شفاعت کے لیے قیامت کے روز تک چھپا رکھوں۔

''صحیح بخاری'' میں اس حدیث کے الفاظ یوں ہیں: لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ يَّدْعُوْبِهَا، وَأُرِيْدُ أَنْ أَخْتَبِيءَ دَعْوَتِيْ شَفَاعَةً لِّأُمَّتِي فِيْ الآخِرَةِ (۱۸)، ہر نبی کی ایک مقبول دعا ہوتی ہے جسے وہ مانگتے ہیں۔ میں چاہتا

ہوں کہ میں اپنی یہ دعا آخرت میں اپنی امت کی شفاعت کے لیے چھپا رکھوں۔

''صحیح مسلم'' میں حضرت ابوہریرہؓ کی ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں: لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ فَتَعَجَّلَ كُلُّ نَبِيٍّ دَعْوَتَهُ، وَإِنِّي اخْتَبَأْتُ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِأُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ (۱۹)، ہر نبی کی ایک دعا ہے جو ضرور قبول ہوتی ہے۔ ہر نبی نے جلدی کر کے وہ دعا مانگ لی۔ میں اپنی دعا کو اپنی امت کی شفاعت کے لیے قیامت کے دن تک چھپا رکھتا ہوں۔

اسی مضمون پر مشتمل احادیث کو امام ترمذیؒ (م ۲۷۹ھ)، امام احمد بن حنبلؒ (م ۲۴۴ھ)، ابن حبانؒ (م ۳۵۴ھ)، بیہقیؒ (م ۴۵۸ھ)، ابن اسحاقؒ (م ۱۵۱ھ)، ابویعلیٰؒ (م ۳۰۷ھ) اور ابن ابی شیبہؒ (م ۲۳۵ھ) نے اپنی اپنی کتب میں نقل کیا ہے (۲۰)۔

مجھے پانچ چیزیں عطا ہوئیں جو مجھ سے قبل انبیاء کو نہیں ملیں

اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پانچ ایسی چیزیں عطا ہوئی ہیں جو آپ سے قبل کسی نبی کو نہیں دی گئی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس معاملہ میں منفرد ہیں۔ ''صحیح بخاری'' میں ہے، حضرت جابر بن عبداللہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: أُعْطِيتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ اَحَدٌ مِنَ الْاَنْبِيَاءِ قَبْلِي، مجھے پانچ چیزیں ایسی عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے قبل انبیاء میں سے کسی کو عطا نہیں کی گئیں تھیں: ایک ماہ کی مسافت سے بذریعہ رعب میری مدد کی گئی، زمین میرے لیے مسجد اور پاک کرنے والی بنا دی گئی، میری امت میں سے جو شخص نماز کا وقت پائے وہ وہیں نماز ادا کر لے، میرے لیے اموال غنیمت حلال کر دیئے گئے، نبی اپنی قوم ہی کے لیے مبعوث ہوا کرتا تھا لیکن میں تمام انسانوں کی طرف مبعوث کیا گیا ہوں اور مجھے شفاعت عطا ہوئی ہے (۲۱)۔

اسی مضمون میں یہ حدیث ''صحیح مسلم''، بیہقیؒ (م ۴۵۸ھ) کی ''السنن الکبریٰ''، ابن ابی شیبہؒ (م ۲۳۵ھ) کی ''المصنف''، ''سنن الدارمی''، ''صحیح ابن حبان''، ''مسند احمد'' اور ''مسند الحمیدی'' وغیرہ میں بھی آئی ہے (۲۲)۔

احادیث میں أُعْطِيتُ خَمْسًا کے بجائے أُوتِيتُ خَمْسًا کا لفظ بھی آیا ہے۔ ''مسند احمد'' میں حضرت ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: أُوتِيتُ خَمْسًا لَمْ يُؤْتَهُنَّ نَبِيٌّ كَانَ قَبْلِي، مجھے پانچ چیزیں ایسی دی گئی ہیں جو مجھ سے قبل کسی نبی کو نہیں ملیں۔ آپ نے فرمایا: رعب سے میری مدد کی گئی اور مجھ سے ایک ماہ کی مسافت پر دشمن مرعوب ہو جاتا ہے، میرے لیے ساری زمین مسجد اور پاک کرنے والی بنا دی گئی ہے، میرے لیے مال غنیمت حلال کیا گیا جو مجھ سے قبل کسی کے لیے حلال نہیں تھا، میں سرخ و سیاہ کی طرف مبعوث

کیا گیا ہوں اور مجھے کہا گیا: مانگیے آپ کو دیا جائے گا، پس میں نے اسے اپنی امت کی شفاعت کے لیے محفوظ کر لیا۔ یہ اِن شاء اللہ تم میں سے انہیں ملے گی جو اللہ عزوجل سے اس حالت میں ملا کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا ہوگا (۲۳)۔

میں نے اپنی امت کے لیے شفاعت مانگی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے اپنی امت کے لیے شفاعت مانگی۔ امام ابوداؤد (م ۲۷۵ھ) نے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے ایک روایت نقل کی ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنِّی سَأَلْتُ رَبِّي وَشَفَعْتُ لِأُمَّتِيُ فَأَعْطَانِيُ ثُلُثَ أُمَّتِي فَخَرَرْتُ سَاجِدًا شُكْرًا لِرَبِّي ثُمَّ رَفَعْتُ رَأسِي فَسَأَلْتُ رَبِّي لِأُمَّتِي فَأَعْطَانِي ثُلُثَ أُمَّتِي فَخَرَرْتُ سَاجِدًا لِرَبِّي شُكْرًا ثُمَّ رَفَعْتُ رَأسِي فَسَأَلْتُ رَبِّي لِأُمَّتِي فَأَعْطَانِي الثُّلُثَ الآخِرَ فَخَرَرْتُ سَاجِدًا لِرَبِّي (۲۴)، میں نے اپنے رب تعالیٰ سے (رحمت) طلب کی اور اپنی امت کے لیے شفاعت یعنی گناہوں کی بخشش چاہی۔ اللہ تعالیٰ نے ایک تہائی امت مجھے دے دی۔ میں نے اپنے رب کے لیے سجدۂ شکر ادا کیا۔ پھر میں نے اپنا سر اٹھایا اور اپنی امت کے لیے اپنے رب سے پھر دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے مزید ایک تہائی امت مجھے دے دی۔ میں اپنے رب کے لیے سجدۂ شکر میں چلا گیا۔ پھر میں نے اپنا سر اٹھایا اور اپنے رب سے اپنی امت کے لیے دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے آخری ثلث امت بھی مجھے عطا کر دی۔ پس میں اپنے رب کے لیے سجدۂ شکر میں گر گیا۔

امام بیہقیؒ (م ۴۵۸ھ) نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے (۲۵)

امام ابن ابی شیبہؒ (م ۲۳۵ھ) نے حضرت ابوہریرہؓ سے حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سَأَلْتُ الشَفَاعَةَ لِأُمَّتِي، فَقَالَ: لَكَ سَبْعُونَ أَلْفًا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ، قُلْتُ: زِدْنِيُ، قَالَ: لَكَ مَعَ كُلِّ أَلْفٍ سَبْعُونَ أَلْفًا، قُلْتُ: زِدْنِي، قَالَ: فَإِنَّ لَكَ هَكَذَا وَهَكَذَا (۲۶) میں نے اپنی امت کے لیے شفاعت مانگی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: آپ کے لیے ستر ہزار بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے۔ میں نے عرض کی: مجھے مزید دیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: آپ کے لیے ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار اور ہیں۔ میں نے عرض کی: مجھے مزید دیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: آپ کے لیے یہ اور یہ ہے۔

مجھے شفاعت عطا کی گئی ہے۔

"صحیحین" میں حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے مروی ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے: وَأُعْطِيْتُ الشَفَاعَةَ، اور مجھے شفاعت عطا کی گئی ہے (۲۷)۔

امام نوویؒ (م۶۷۶ھ) وَأُعْطِیتُ الشَفَاعَۃَ کی شرح میں لکھتے ہیں: یہ وہ عام شفاعت ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزِ محشر لوگوں کی پریشانی کے وقت کریں گے، اس لیے کہ خاص شفاعت تو دوسرے لوگ بھی کریں گے۔ قاضی عیاضؒ (م۵۴۴ھ) کے مطابق: یا یہ وہ شفاعت ہے جو رَد نہیں کی جائے گی۔ اس سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ شفاعت ہے جو ہر اس شخص کو جہنم سے نکالنے کے لیے ہو گی جس کے دل میں رائی برابر بھی ایمان ہو گا۔ اس لیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ دوسرے لوگوں کی طرف سے جو شفاعت ہو گی وہ اس سے قبل ہو چکی ہو گی۔ یہ شفاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے جیسا کہ روزِ محشر کی شفاعت (۲۸)

مجھے شفاعت عطا ہوئی جسے میں نے اپنی اُمت کے لیے روزِ قیامت تک مؤخر کر دیا ہے

طبرانیؒ (م۳۶۰ھ) کی ''المعجم الکبیر'' میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وَأُعْطِیتُ الشَّفَاعَۃَ فَأَخَّرْتُھَا لِأُمَّتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ (۲۹) اور مجھے شفاعت عطا کی گئی ہے جسے میں نے اپنی اُمت کے لیے روزِ قیامت تک مؤخر کر دیا ہے۔

اسی مضمون میں حضرت ابن عباسؓ سے مروی احادیث مصنف ابن ابی شیبہؒ، مسند احمد بن حنبلؒ اور البحر الزخار میں بھی ہیں (۳۰)۔

میں نے شفاعت کو اختیار کیا

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو چیزوں میں سے ایک کو لینے کا اختیار دیا تھا: یا تو آپ کی آدھی اُمت جنت میں داخل ہو جائے، یا آپ شفاعت لے لیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا حق اختیار استعمال کرتے ہوئے شفاعت کو اختیار کیا کیونکہ اس میں آپ کی اُمت کا زیادہ بھلا اور فائدہ تھا۔

امام ابن ماجہؒ (م۲۷۳ھ) نے حضرت عوف بن مالک اشجعیؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَتَدْرُوْنَ مَا خَیَّرَنِیْ رَبِّی اللَّیْلَۃَ؟ تم جانتے ہو میرے رب نے آج رات مجھے کون سا اختیار دیا؟ ہم نے کہا: اللہ تعالیٰ اور آپ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فَإِنَّہُ خَیَّرَنِیْ بَیْنَ أَنْ یُّدْخِلَ نِصْفَ أُمَّتِی الْجَنَّۃَ وَبَیْنَ الشَّفَاعَۃَ فَاخْتَرْتُ الشَّفَاعَۃَ (۳۱) میرے رب نے مجھے اختیار دیا ہے کہ میں اپنی آدھی اُمت کو جنت میں داخل کر دوں یا شفاعت لے لوں۔ میں نے شفاعت کو اختیار کر لیا۔

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ مبارکہ ہیں: خُیِّرْتُ بَیْنَ الشَّفَاعَۃَ وَبَیْنَ اَنْ یَّدْخُلَ نِصْفُ أُمَّتِی الْجَنَّۃَ فَاخْتَرْتُ الشَّفَاعَۃَ لِأَنَّھَا أَعَمُّ وَاَکْفٰی (۳۲) مجھے اختیار دیا گیا کہ شفاعت کروں یا میری آدھی امت جنت میں داخل ہو جائے۔ میں نے شفاعت کو اختیار کیا کیونکہ یہ عام ہو گی اور ہر

ایک کو کافی ہوگی۔

میں روزِ قیامت لوگوں کا صاحبِ شفاعت ہوں گا

حضرت طفیل بن ابیؓ سے روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِذَا کَانَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ کُنْتُ اِمَامُ النَّاسِ وَ خَطِیْبُھُمْ وَ صَاحِبُ شَفَاعَتِھِمْ وَلَا فَخْرَ (۳۳) روزِ قیامت میں لوگوں کا امام اور ان کا خطیب اور ان کی شفاعت والا ہوں گا، اور کوئی فخر نہیں۔

میں روزِ قیامت پہلا شافع اور مُشَفَّع ہوں گا

''جامع ترمذی'' میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وَأَنَا أَوَّلُ شَافِعٍ وَّأَوَّلُ مُشَفَّعٍ یَّوْمَ الْقِیَامَۃِ وَلَا فَخْرَ (۳۴) اور میں پہلا شفاعت کرنے والا اور پہلا شفاعت قبول کیا گیا ہوں، اور کچھ فخر نہیں۔

تقریبا اسی مضمون میں مگر اختلافِ الفاظ کے ساتھ یہ حدیث سنن ابی داؤد، سنن الدارمی، مسند الإمام احمد بن حنبل، السنن الکبری للبیھقی، المصنف لإبن ابی شیبۃ اور صحیح ابن حبان وغیرہ میں حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت جابر بن عبداللہ وغیرہ سے بھی مروی ہے (۳۵)۔

میں روزِ قیامت پہلا شافع ہوں گا۔

حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وَأَنَا أَوَّلُ شَافِعٍ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَلَا فَخْرَ (۳۶) میں روزِ قیامت سب سے پہلا شفاعت کرنے والا ہوں گا اور کوئی فخر نہیں ہے۔

بعض روایتوں میں یَوْمَ الْقِیَامَۃِ (قیامت کا دن) کے بجائے فِیْ الْجَنَّۃِ (جنت میں) کے الفاظ بھی آتے ہیں (۳۷)۔

میں روزِ قیامت پہلا شفیع ہوں گا۔

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: أَنَا أَوَّلُ شَفِیْعٍ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ (۳۸) میں روزِ قیامت سب سے پہلے شفاعت کرنے والا ہوں گا۔ شفاعت کرنے والے طالب کو شفیع کہتے ہیں۔

اسی مضمون کی روایات میں یَوْمَ الْقِیَامَۃِ کے بجائے فِیْ الْجَنَّۃِ کے الفاظ بھی آئے ہیں (۳۹)۔ شافع فاعل ہے اور اسم الفاعل کو شفیع کہتے ہیں۔

میں کہوں گا: یا رب! میری شفاعت جو میں نے آپ کے پاس چھپا رکھی ہے۔

''مسند احمد'' میں حضرت عُبادہ بن صامتؓ روایت کرتے ہیں: ایک رات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ

نے آپ کو نہ پایا۔ وہ جب بھی کہیں ٹھہرتے تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے درمیان ٹھہراتے تھے۔ لہٰذا وہ لوگ گھبرائے اور خیال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بجائے دوسروں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ بنا دیا ہے۔ لیکن جب انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو اللہ اکبر کہا اور عرض کی: یا رسول اللہ! ہم ڈرے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمارے بجائے دوسروں کو آپ کے صحابہ منتخب کر لیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَا، بَلْ أَنْتُمْ أَصْحَابِي فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ، إِنَّ اللّٰهَ تَعَالىٰ أَيْقَظَنِي، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! إِنِّي لَمْ أَبْعَثْ نَبِيًّا وَّلَا رَسُوْلًا إِلَّا وَقَدْ سَأَلَنِي مَسْأَلَةً أَعْطَيْتُهَا إِيَّاهُ، فَاسْأَلْ يَامُحَمَّدُ تُعْطَ، فَقُلْتُ: مَسْأَلَتِي شَفَاعَةُ لِأُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ، نہیں، بلکہ دنیا اور آخرت میں تم میرے صحابہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے بیدار کیا اور کہا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے کوئی نبی یا رسول مبعوث نہیں کیا مگر یہ کہ اس نے مجھ سے کوئی چیز مانگی اور میں نے اسے وہ چیز دے دی۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ بھی مانگیں آپ کو ملے گا۔ میں نے کہا: میں قیامت کے روز اپنی امت کے لیے شفاعت مانگتا ہوں۔

حضرت ابوبکرؓ نے عرض کی: یا رسول اللہ! کیا شفاعت؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: أَقُوْلُ: يَا رَبِّ! شَفَاعَتِي الَّتِي اخْتَبَأْتُ عِنْدَكَ، فَيَقُوْلُ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالىٰ: نَعَمْ، فَيُخْرِجُ رَبِّي تَبَارَكَ وَتَعَالىٰ بَقِيَّةَ أُمَّتِي مِنَ النَّارِ فَيَنْبِذُهُمْ فِي الْجَنَّةِ (۴۰) میں کہوں گا: یا رب! میری شفاعت جو میں نے آپ کے پاس چھپائی تھی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرمائیں گے: ہاں، پھر میرے رب تبارک وتعالیٰ میری باقی اُمت جہنم سے نکالیں گے اور انہیں جنت میں داخل کر دیں گے۔

میری شفاعت روزِ قیامت قبول کی جائے گی۔

''صحیح بخاری'' میں حضرت انسؓ سے روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: إِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُفِّعْتُ (۴۱) جب قیامت کا دن ہوگا تو میری شفاعت قبول کی جائے گی۔

لوگ میرے پاس آئیں گے...... پھر میں شفاعت کروں گا۔

امام بخاریؒ (م۲۵۶ھ) نے ایک طویل حدیث درج کی ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزِ قیامت کا منظر بیان فرماتے ہیں۔ اس محشر کے دن لوگ باری باری حضرت آدم علیہ السلام، حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ وہ سب انبیاء کرام اپنے اپنے عذر پیش کریں گے۔ بالآخر لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر فریاد کریں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ کے حضور اجازت ملنے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت فرمائیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں کو جہنم سے نکال لائیں گے۔ دوزخ میں صرف وہی رہ جائیں گے جن کے متعلق قرآن نے بتا دیا ہے کہ وہ جہنم میں ہمیشہ

رہیں گے۔

حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:اللہ تعالیٰ روزِ قیامت لوگوں کو اسی طرح جمع کریں گے۔لوگ کہیں گے: کاش ہم اپنے رب کی خدمت میں شفاعت کریں تاکہ ہمیں اس جگہ نکال سے کر ہمیں آرام دے۔وہ سب لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے: اے آدم علیہ السلام! کیا آپ لوگوں کی حالت دیکھ نہیں رہے ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے ہاتھ سے تخلیق فرمایا، اپنے فرشتوں سے آپ کو سجدہ کروایا اور آپ کو تمام اشیاء کے نام سکھائے۔آپ اپنے رب کے ہاں ہمارے لیے شفاعت فرمایئے تاکہ ہمیں حالت سے نجات ملے۔حضرت آدم علیہ السلام فرمائیں گے: میں اس (شفاعت کرنے کے) قابل نہیں ہوں۔ پھر لوگوں سے سامنے وہ اپنی خطائیں بیان فرمائیں گے جو سرزد ہوئیں۔تم حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ، وہ سب سے پہلے رسول ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اہل زمین کی طرف بھیجا تھا۔

لوگ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔آپ فرمائیں گے: میں اس لائق نہیں ہوں۔وہ اپنی ہونے والی خطاؤں کا ذکر کریں گے۔تم اللہ تعالیٰ کے خلیل و دوست حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمائیں گے: میں اس لائق نہیں ہوں۔وہ اپنی ہونے والی خطاؤں کا ذکر کریں گے۔تم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ وہ ایسے بندے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے تورات عطا فرمائی تھی اور ان سے ہم کلام ہوئے تھے۔لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔آپ فرمائیں گے: میں اس قابل نہیں ہوں۔وہ بھی ہونے والی اپنی خطاؤں کا ذکر کریں گے۔تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ وہ اللہ تعالیٰ کے بندے اور ان کے رسول ہیں۔وہ اللہ تعالیٰ کا کلمہ اور روح ہیں۔لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے: میں اس لائق نہیں ہوں۔تم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ۔وہ ایسے بندے ہیں جن کے گزشتہ اور آئندہ گناہ بخشے جا چکے ہیں۔

لوگ میرے پاس آئیں گے۔میں چلوں گا۔میں اپنے رب سے (حاضری کی) اجازت مانگوں گا۔ مجھے اجازت دی جائے گی۔ جب میں اپنے رب کو دیکھوں گا تو سجدے میں گر جاؤں گا۔اللہ تعالیٰ جتنا چاہیں گے مجھے اسی حالت میں چھوڑ دیں گے۔ پھر مجھے کہا جائے گا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! اٹھیے، آپ کہیے سنا جائے گا، آپ مانگیں دیا جائے گا اور آپ شفاعت کیجئے شفاعت قبول کی جائے گی۔میں اپنے رب کی حمد و ثنا بیان کروں گا جو میرے رب نے مجھے سکھائی ہو گی۔ پھر میں شفاعت کروں گا، میرے لیے ایک حد مقرر کی جائے گی اور میں ان لوگوں کو جنت میں داخل کروں گا۔

پھر میں واپس آ جاؤں گا۔ جب میں اپنے رب کو دیکھوں گا تو سجدے میں گر جاؤں گا۔ پھر اللہ تعالیٰ جتنا چاہیں گے مجھے اسی حالت میں چھوڑ دیں گے۔ پھر کہا جائے گا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! اٹھیے، آپ کہیے سنا جائے گا، آپ مانگیں دیا جائے گا اور آپ شفاعت کیجئے شفاعت قبول کی جائے گی۔ میں اپنے رب کی حمد و ثنا بیان کروں گا جو میرے رب نے مجھے سکھائی ہوگی۔ پھر میں شفاعت کروں گا، میرے لیے ایک حد مقرر کی جائے گی اور میں ان لوگووں کو جنت میں داخل کروں گا۔

پھر میں واپس آ جاؤں گا۔ جب میں اپنے رب کو دیکھوں گا تو سجدے میں گر جاؤں گا۔ پھر اللہ تعالیٰ جتنا چاہیں گے مجھے اسی حالت میں چھوڑ دیں گے۔ پھر کہا جائے گا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! اٹھیے، آپ کہیے سنا جائے گا، آپ مانگیں دیا جائے گا اور آپ شفاعت کیجئے شفاعت قبول کی جائے گی۔ میں اپنے رب کی حمد و ثنا بیان کروں گا جو میرے رب نے مجھے سکھائی ہوگی۔ پھر میں شفاعت کروں گا، میرے لیے ایک حد مقرر کی جائے گی اور میں ان لوگوں کو جنت میں داخل کروں گا۔

پھر میں لوٹ آؤں گا اور کہوں گا: اے رب! دوزخ میں صرف وہی رہ گئے ہیں جنہیں قرآن نے روک رکھا ہے اور ان پر ہمیشگی واجب ہو چکی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دوزخ سے وہ شخص نکل جائے گا جس نے کہا: لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ، اور اس کے دل میں گندم کے جو برابر ایمان ہوگا۔ پھر جہنم سے وہ شخص نکل جائے گا جس نے کہا: لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ، اور اس کے دل میں گیہوں برابر ایمان ہوگا۔ پھر دوزخ سے وہ شخص نکلے گا جس نے کہا: لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ، اور اس کے دل میں ذرہ برابر ایمان ہوگا (۴۲)۔

اسی حدیث کے مضمون میں حضرت معبد بن ہلال عنزیؒ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے: يَا رَبِّ! أُمَّتِي أُمَّتِي، فَيَقُولُ: انْطَلِقْ فَأَخْرِجْ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ أَدْنَى أَدْنَى أَدْنَى مِثْقَالِ حَبَّةٍ خَرْدَلٍ مِنْ إِيمَانٍ فَأَخْرِجْهُ مِنَ النَّارِ، فَأَنْطَلِقُ فَأَفْعَلُ۔ اے میرے رب! میری امت میری امت! اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: جائیں اور اس شخص کو بھی دوزخ سے نکال لیں جس کے دل میں رائی کے دانہ سے بھی کم بہت ہی کم بہت ہی کم ایمان ہے۔ میں جاؤں گا اور ایسا ہی کروں گا۔

حدیث میں أَدْنَى أَدْنَى أَدْنَى کی تکرار تاکید کے لیے ہے۔ اس سے مراد یہ ہے: رائی کے ذرہ سے بھی بہت ہی کم ایمان (۴۳)۔

اسی روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ بھی ہیں: فَأَقُولُ: يَارَبِّ! ائْذَنْ لِي فِيمَنْ قَالَ: لَا إِلَهَ أَلَّا اللّٰهُ، فَيَقُولُ: وَعِزَّتِي وَجَلَالِي وَكِبْرِيَائِي وَعَظَمَتِي لَأُخْرِجَنَّ مِنْهَا مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ (۴۴) اے

میرے رب! مجھے ان لوگوں کو بھی نکالنے کی اجازت دیں جنہوں نے لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰہ کہا ہو۔اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: قسم ہے میری عزت کی، قسم ہے میرے جلال کی، قسم ہے میری کبریائی کی، قسم ہے میری عظمت کی، میں دوزخ سے اسے نکال لوں گا جس نے لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ کہا۔

ابن حجر عسقلانیؒ (م۸۵۲ھ) نے لکھا ہے:اس حدیث میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام مخلوقات پر فضیلت ثابت ہوتی ہے۔اس لیے کہ رُسل، انبیاء اور ملائکہ دیگر تمام سے افضل ہیں۔اس مقام پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ان تمام پر فضیلت ظاہر ہو رہی ہے(۴۵)۔

اوپر حدیث میں الفاظ ہیں:''دوزخ میں صرف وہی رہ گئے ہیں جنہیں قرآن نے روک رکھا ہے''۔قتادہؒ (م۱۱۷ھ) کہتے ہیں: اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ دوزخی جن کے بارے میں قرآن نے بتادیا ہے کہ وہ جہنم میں ہمیشہ رہیں گے(۴۶)۔

''صحیح بخاری'' میں موجود حضرت ابوہریرہؓ کی ایک روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ ہیں:

فَأَقُوْلُ أُمَّتِی يَا رَبِّ أُمَّتِی يَا رَبِّ فَيُقَالُ يَامُحَمَّدُ أَدْخِلْ مِنْ أُمَّتِكَ مَنْ لَا حِسَابَ عَلَيْهِمْ مِنَ الْبَابِ الأَيْمَنِ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ(۴۷) پھر میں کہوں گا: میری امت اے رب، میری امت اے رب۔حکم ہوگا:اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اپنی امت میں سے ان لوگوں کو جنت کے دائیں دروازے سے داخل کر دیں جن کا کوئی حساب و کتاب نہیں ہوگا۔

ابن حجر عسقلانیؒ (م۸۵۲ھ) کہتے ہیں:اس حدیث میں یہ دلیل موجود ہے کہ لوگوں کا جلد حساب لینے کی جو التجا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کی گئی، اس بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت فرمائیں گے۔پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے شخص کو جنت میں داخل کرنے کی اجازت مل جائے گی جس پر کوئی حساب کتاب نہیں ہے،تو اس سے یہ معلوم ہوا کہ جس شخص پر حساب کتاب ہوگا اس کا حساب کتاب مؤخر کر دیا جائے گا(۴۸)۔

میں کہوں گا: اے میرے رب! میں راضی ہو گیا۔

اپنی اُمت کے حق میں شفاعت فرمانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہو جائیں گے اور اللہ تعالیٰ سے فرمائیں گے کہ اے اللہ میں راضی ہو گیا۔''البحر الزخار'' میں حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: أَشْفَعُ لِأُمَّتِی حَتَّى يُنَادِيْنِی رَبِّی تَبَارَكَ وَ تَعَالَى فَيَقُوْلُ: أَرَضِيْتَ يَا مُحَمَّد؟ فَأَقُوْلُ: رَبِّ رَضِيْتُ(۴۹) میں اپنی اُمت کے لیے شفاعت کروں گا،حتیٰ کہ میرے رب تبارک وتعالیٰ مجھے پکاریں گے اور فرمائیں گے: کیا آپ راضی ہوگئے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم؟ میں کہوں گا: میرے رب! میں راضی ہو گیا۔

میری شفاعت میری امت میں اہل کبائر کے لیے ہے۔

محسنِ انسانیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے گناہگاروں کو یہ خوشخبری سنا دی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اہل کبائر کے لیے ہے۔امام ترمذیؒ (م۲۷۹ھ) نے حضرت انسؓ سے مروی ایک حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

شَفَاعَتِی لِأَهْلِ الْكَبَائِرِ مِنْ أُمَّتِی (۵۰) میری شفاعت میری امت میں سے گناہ کبیرہ کے مرتکبین کے لیے ہے۔

اسی مضمون میں احادیث کوامام احمد بن حنبلؒ (م۲۴۴ھ)،امام ابن ماجہؒ (م۲۷۳ھ)، امام ابوداوٗدؒ (م۲۷۵ھ)، امام حاکم نیشاپوریؒ (م۴۰۵ھ)، بیہقیؒ (م۴۵۸ھ)، ابویعلیٰؒ (م۳۰۷ھ) اور ابن حبانؒ (م۳۵۴ھ) نے بھی نقل کیا ہے (۵۱)۔

امام حاکم نیشاپوریؒ (م۴۰۵ھ) کی کتاب ''المستدرک'' میں حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا یہ قول تلاوت فرمایا: وَلَا يَشْفَعُوْنَ إِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰی [الأنبياء ۲۱:۲۸] اور وہ شفاعت نہیں کریں گے، سوائے اس کے لیے جسے وہ پسند فرمائے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنَّ شَفَاعَتِی لِأَهْلِ الْكَبَائِرِ مِنْ أُمَّتِی۔ بے شک میری شفاعت میری امت میں اہل کبائر کے لیے ہے (۵۲)۔

''مسند ابی یعلیٰ'' میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا: ہم اہل کبائر کے لیے استغفار نہیں کیا کرتے تھے، یہاں تک کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ [النساء ۴:۴۸] اللہ تعالیٰ اس بات کو نہیں بخشتے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کیا جائے اور وہ بخش دیتے ہیں جو اس کے علاوہ ہے، جسے وہ چاہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنِّی ادَّخَرْتُ دَعْوَتِی شَفَاعَةً لِأَهْلِ الْكَبَائِرِ مِنْ أُمَّتِی۔ میں نے اپنی دعا کو اپنی اُمت میں اہل کبائر کی شفاعت کے لیے محفوظ کرلیا ہے۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں: پھر ہم نے اپنے سینوں میں جو تھا اس میں سے کافی کچھ ترک کر دیا۔ پھر ہم استغفار کیا کرتے تھے (۵۳)۔

میری شفاعت اسے ملے گی جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا

ہر وہ شخص جس نے اپنے عقیدۂ توحید کو خالص رکھا، زندگی بھر اس پر کاربند رہا، خود کو شرک سے محفوظ رکھا اور اللہ تعالیٰ کی ذات، صفات اور افعال میں کسی غیر اللہ کو شریک نہ ٹھہرایا تو ایسا شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا اِن شاء اللہ امیدوار ہوگا۔ ''مسند البزار'' میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ایک روایت کا حصہ ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وَأُعْطِيتُ الشَّفَاعَةَ فَأَخَّرْتُهَا لِأُمَّتِی، فَهِیَ نَائِلَةٌ لِمَنْ لَمْ يُشْرِكْ بِاللّٰهِ

شَيْئًا(۵۴) مجھے شفاعت عطا کی گئی تو میں نے اسے اپنی اُمت کی لیے مؤخر کر دیا ہے۔ پس یہ اسے ملے گی جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا ہو۔

یہ روایت ''مسند احمدؒ'' اور ''مصنف ابن ابی شیبہؒ'' میں بھی موجود ہے(۵۵)۔

''مسند احمد بن حنبل'' میں حضرت معاذ بن جبلؓ اور حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ دونوں سے مروی ایک روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ بھی ہیں: إِنِّی أَجْعَلُ شَفَاعَتِی لِمَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا(۵۶) میں اپنی شفاعت کو اس شخص کے لیے بناتا ہوں جو اس حالت میں فوت ہوا کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کیا۔

امام طبرانیؒ (م۳۶۰ھ) نے حضرت عوف بن مالک اشجعیؓ کی روایت درج کی ہے جس میں یہ الفاظ ہیں: إِنَّ شَفَاعَتِی لِمَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا (۵۷) بیشک میری شفاعت اس کے لیے ہے جو فوت ہوا اور اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا۔

حضرت ابوذر غفاریؓ کی ایک روایت کا حصہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وَهِیَ نَائِلَةٌ مِنْكُمْ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ مَنْ لَقِیَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا(۵۸) یہ شفاعت اسے ملنے والی ہے، اِن شاءاللہ، جس نے اللہ عزوجل سے اس حالت میں ملاقات کی کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا ہو۔

یہ شفاعت گناہ میں لتھڑے اور خطا کاروں کے لیے ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: أَتَرَوْنَهَا لِلْمُتَّقِينَ، لَا وَلَكِنَّهَا لِلْمُتَلَوِّثِينَ الْخَطَّاءُونَ (۵۹) کیا تم خیال کرتے ہو کہ یہ متّقین کے لیے ہے، نہیں بلکہ یہ گناہ میں لتھڑے اور خطا کاروں کے لیے ہے۔

یہ شفاعت ہر مسلمان کے لیے ہے

حضرت عوف بن مالک اشجعیؓ سے روایت میں ہے کہ حضرت عوفؓ اور حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے کہا: یا رسول اللہ! آپ جانتے ہیں کہ ہم نے اپنے اہل وعیال چھوڑے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ترجیح دی، آپ ہمیں اہل شفاعت میں سے بنا دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: هِیَ لِكُلِّ مُسْلِمٍ أَنْتُمَا مِنْهُمْ(۶۰) یہ شفاعت ہر مسلمان کے لیے ہے، تم دونوں انہیں میں سے ہو۔

روزِ قیامت میری شفاعت کا سب سے زیادہ سعادت مند شخص

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزِ قیامت نبوی شفاعت کی سعادت سے سب سے زیادہ بہرہ مند ہونے

والے کی نشاندہی فرمادی ہے۔ ''صحیح بخاری'' میں ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! قیامت کے دن آپ کی شفاعت کی سعادت سب سے زیادہ کسے حاصل ہوگی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَقَدْ ظَنَنْتُ یَا أَبَاهُرَیْرَةَ! أَنْ لَا یَسْأَلَنِی عَنْ هَذَا الْحَدِیْثِ أَحَدٌ أَوَّلُ مِنْكَ، لِمَا رَأَیْتُ مِنْ حِرْصِكَ عَلَی الْحَدِیْثِ، أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِی یَوْمَ الْقِیَامَةِ مَنْ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، خَالِصًا مِنْ قِبَلِ نَفْسِهِ(٦١) میرا خیال تھا اے ابوہریرہ! کہ تم سے پہلے کوئی شخص مجھ سے یہ بات نہیں پوچھے گا۔ اس لیے کہ میں نے تمہیں اس بات پر زیادہ خواہش مند دیکھا۔ قیامت کے دن میری شفاعت کی سعادت سب سے زیادہ حاصل کرنے والا شخص وہ ہوگا جس نے صدقِ دل اور خلوص سے لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کہا ہو۔

اسی مضمون میں احادیث کو ابن سعدؒ (م۲۳۰ھ)، امام احمد بن حنبلؒ (م۲۴۴ھ)، امام اسحاق بن راہویہؒ، ابن حبانؒ (م۳۵۴ھ) اور بزارؒ (م۲۹۲ھ) نے بھی روایت کیا ہے (٦٢)۔

ابن حجر عسقلانیؒ (م۸۵۲ھ) نے لکھا ہے: مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ سے مراد یہ ہے کہ اس کے ساتھ وہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ بھی کہے۔ یہاں کلمہ شہادت کے دونوں میں سے پہلا حصہ بیان کرنے پر اکتفا کیا گیا ہے کیونکہ پورا کلمہ شہادت کے بجائے لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کہنا شعار بن گیا ہے (٦٣)۔

أَسْعَدُ النَّاسی عنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی سب سے زیادہ سعادت حاصل کرنے والا شخص۔ روزِ قیامت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سعادت ہر شخص کو حاصل ہوگی، لیکن مخلص مومن اس شفاعت کی سعادت سب سے زیادہ حاصل کرنے والا ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزِ محشر پریشانی کے وقت مخلوق کی شفاعت فرمائیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بعض کفار کی شفاعت فرمائیں گے اور ان کے عذاب میں کمی کر دی جائے گی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم بعض مومنین کی شفاعت فرمائیں گے اور انہیں جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ آپ بعض ان مومنین کی شفاعت فرمائیں گے جن پر جہنم واجب ہو چکی ہوگی مگر انہیں جہنم میں داخل نہیں کیا جائے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بعض مومنین کی شفاعت فرمائیں گے جنہیں بغیر حساب کے جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بعض ان مومنین کی شفاعت فرمائیں گے جن کے جنت میں درجات بلند کر دیئے جائیں گے۔ یوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی سعادت حاصل کرنے والے بہت لوگ ہوں گے، لیکن شفاعت کی سب سے زیادہ سعادت مخلص مومنین کا نصیب ہوگی (٦٤)۔

ابن حجر عسقلانیؒ (م۸۵۲ھ) نے قاضی بیضاویؒ (م۶۸۵ھ) کا یہ قول نقل کیا ہے: ممکن ہے کہ اس سے مراد وہ شخص ہے جس کا ایسا کوئی عمل نہیں ہے جس سے وہ رحمت کا مستحق ہو۔ ایسے شخص کو شفاعت اور اس سے فائدہ

اٹھانے کی زیادہ ضرورت ہے(٦٥)۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے لوگ جہنم سے نکلیں گے۔

''صحیح بخاری'' میں حضرت عمران بن حُصَینؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یَخرُجُ قَومٌ مِنَ النَّارِ بِشَفَاعَةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ فَيَدخُلُونَ الجَنَّةَ، يُسَمُّونَ الجَهَنَّمِيِّينَ (٦٦) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی وجہ سے ایک گروہ جہنم سے نکلے گا اور پھر وہ جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ جنتی لوگ انہیں جہنمیوں کے نام سے پکاریں گے۔

امام ابوداوٗدؒ (م ۲۷۵ھ)، امام ترمذیؒ (م ۲۷۹ھ) اور امام ابن ماجہؒ (م ۲۷۳ھ) نے بھی یہ حدیث درج کی ہے(٦٧)۔

بذریعہ شفاعت، جہنم سے نکلنے والے گویا ثُعاریر ہوں گے۔

امام بخاریؒ (م ۲۵٦ھ) نے نقل کیا ہے کہ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: يَخرُجُ مِنَ النَّارِ بِالشَّفَاعَةِ كَأَنَّهُم الثَّعَارِيرُ، شفاعت کی وجہ سے کچھ لوگ دوزخ سے نکلیں گے گویا کہ وہ ثُعاریر ہوں گے۔ حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا: ثُعاریر کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: الضَّغَابِيسُ وَكَانَ قَد سَقَطَ فَمُهُ (٦٨) ضغابیس، ان کے منہ جھڑ گئے ہوں گے۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جس نے درود بھیجا......اس پر میری شفاعت واجب ہوگئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کی اہمیت وفضائل روشن اور واضح ہیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے والا شخص روزِ قیامت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا مستحق ہوگا۔

حضرت رُوَیفع بن ثابت انصاریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَن صَلَّى عَلَى مُحَمَّدٍ وَقَالَ: اللّٰهُمَّ أَنزِلهُ المَقعَدَ المُقَرَّبَ عِندَكَ يَومَ القِيَامَةِ، وَجَبَت لَهُ شَفَاعَتِي (٦٩) جس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا اور کہا: اے اللہ تعالیٰ! آپ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو روزِ قیامت اپنے قریب منصب پر جلوہ افروز فرمائیں، اس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگئی۔

اللہ تعالیٰ سے جس نے میرے لیے وسیلہ طلب کیا اس پر شفاعت حلال ہوگئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے وسیلہ طلب کرنا بھی باعثِ حصولِ شفاعت ہے۔''سنن ابی داوٗد'' میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: إِذَاسَمِعتُمُ المُؤَذِّنَ فَقُولُوا مِثلَ مَا يَقُولُ ثُمَّ صَلُّوا عَلَيَّ فَإِنَّهُ مَن صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ بِهَا عَشرًا ثُمَّ

سَلُوا اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لِی الْوَسِیْلَةَ فَإِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِی الْجَنَّةِ لَا تَنْبَغِی إِلَّا لِعَبْدٍ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ تَعَالَی وَأَرْجُو أَنْ أَكُوْنَ أَنَا هُوَ فَمَنْ سَأَلَ اللّٰهُ لِی الْوَسِیْلَةَ حَلَّتْ عَلَیْهِ الشَفَاعَةُ (۷۰) جب تم مؤذن کی اذان سنو تو تم بھی ویسا ہی کہو جیسا وہ کہے، پھر تم مجھ پر درود بھیجو، اس لیے کہ جس نے مجھ پر درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت نازل فرمائیں گے۔ پھر میرے لیے وسیلہ طلب کرو۔ وسیلہ جنت میں ایک مقام کا نام ہے جو اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے کسی ایک ہی بندے کو ملے گا، اور مجھے امید ہے کہ وہ بندہ میں ہی ہوں گا۔ پس اللہ تعالیٰ سے جس نے میرے لیے ''وسیلہ'' طلب کیا، اس شخص کے لیے میری شفاعت حلال ہوگی۔

امام احمد بن حنبلؒ (م۲۴۴ھ)، امام ترمذیؒ (م۲۷۹ھ)، امام بیہقیؒ (م۴۵۸ھ)، ابن حبانؒ، بزارؒ (م۲۹۲ھ) نے بھی یہ حدیث روایت کی ہے (۷۱)۔

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ قَالَ حِیْنَ یَسْمَعُ النِّدَاءَ: اللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَةِ وَالصَّلَاةِ القَائِمَةِ آتِ مُحَمَّدًا الْوَسِیْلَةَ وَالْفَضِیْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُوْدَ الَّذِیْ وَعَدْتَّهُ، إِلَّا حَلَّتْ لَهُ الشَفَاعَةَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ (۷۲) جس نے اذان سننے کے بعد یہ دعا پڑھی: ''اے اللہ تعالیٰ اس دعوت تامہ اور قائم و دائم نماز کے رب! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ اور فضیلت عطا فرما اور انہیں مقام محمود پر پہنچا جس کا آپ نے ان سے وعدہ فرمایا ہے''، تو قیامت کے روز اس شخص کے لیے میری شفاعت حلال ہوگی۔

جو مدینہ کی بھوک و سختی پر صبر کرے، میں روزِ قیامت اس کا شفیع ہوں۔

مدینہ منورہ کی فضیلت میں وارد احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ مدینہ کی بھوک و سختی برداشت کرنے اور اس پر صبر کرنے والے کے لیے شفاعتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشخبری ہے۔ ''صحیح مسلم'' میں حضرت سعدؓ نے اپنے والد سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَلْمَدِیْنَةُ خَیْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوْ ا یَعْلَمُوْنَ، لَا یَدْعُهَا اَحَدٌ رَغْبَةً عَنْهَا إِلَّا أَبْدَلَ اللّٰهُ فِیْهَا مَنْ هُوَ خَیْرٌ مِنْهُ، وَلَا یَثْبُتُ أَحَدٌ عَلَى لَأْوَئِهَا وَ جَهْدِهَا إِلَّا كُنْتُ لَهُ شَفِیْعًا أَوْ شَهِیْدًا یَوْمَ الْقِیَامَةِ (۷۳) مدینہ ان کے لیے بہتر ہے۔ کاش وہ اسے جان لیتے۔ کوئی شخص مدینہ کو نہیں چھوڑتا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اس سے بہتر کوئی شخص اس میں بھیج دیتا ہے۔ کوئی شخص اس کی بھوک و سختی پر صبر نہیں کرتا مگر یہ کہ میں روزِ قیامت اس کی شفاعت کرنے والا یا اس کا گواہ ہوتا ہوں۔

امام ترمذیؒ (م۲۷۹ھ) کی ''الجامع الصحیح'' میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ آپ کی ایک مولاۃ یعنی آزاد کردہ لونڈی آئیں اور کہا: مجھ پر زمانہ کی سختی ہے، میں چاہتی ہوں کہ عراق چلی جاؤں۔ آپ نے اسے فرمایا: تم شام کی طرف کیوں نہیں جاتی، وہ حشر نشر کی جگہ ہے۔ تم صبر کرو، اے نادان، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

سنا ہے کہ آپ نے فرمایا: مَنْ صَبَرَ عَلَى شِدَّتِهَا وَلَأْوَائِهَا كُنْتُ لَهُ شَهِيْدًا اَوْ شَفِيْعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ(۷۴)جو شخص مدینہ کی سختی اور بھوک پر صبر کرے، میں روزِ قیامت اس کا گواہ اور شفاعت کرنے والا ہوں گا۔

امام نوویؒ (م۶۷۶ھ) کہتے ہیں:اس حدیث میں اہل مدینہ کی خصوصیت وفضیلت ثابت ہوتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ شفاعت اس عام شفاعت سے الگ ہے جو آپ اپنی امت کے جہنم سے اخراج کے لیے فرمائیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہل مدینہ کے حق میں یہ شفاعت ان کے درجات میں اضافہ، یا حساب میں تخفیف ونرمی یا روزِ قیامت ان کی کوئی عزت وکرامت یا اللہ تعالیٰ جو چاہیں گے، اس صورت میں ہوگی (۷۵)۔

میں شفاعت کروں گا اس کی جو مدینہ میں مرے۔

شفاعتِ نبوی مدینہ میں وفات پانے والے شخص کے لیے بھی ہوگی۔حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنِ اسْتَطَاعَ اَنْ يَّمُوْتَ بِالْمَدِيْنَةِ فَلْيَمُتْ بِهَا فَإِنِّى اَشْفَعُ لِمَنْ يَّمُوْتُ بِهَا(۷۶) جس سے ہو سکے کہ وہ مدینہ میں فوت ہو، تو وہ مدینہ میں فوت ہو۔اس لیے کہ میں شفاعت کروں گا اس کی جو وہاں فوت ہوگا۔

''جس سے ہو سکے کہ وہ مدینہ میں فوت ہو'' یعنی وہ مدینہ میں قیام کرے، یہاں تک کہ اسے وہاں موت آ جائے۔''تو وہ مدینہ میں فوت ہو'' یعنی وہ مدینہ میں مقیم رہے یہاں تک کہ وہ وہیں فوت ہو جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں قیام پذیر ہونے پر زور دیا ہے۔''تحفۃ الأحوذی'' میں ہے:رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں فوت ہونے کا جو حکم دیا ہے، یہ انسان کے بس کی بات نہیں ہے کہ وہ مدینہ میں فوت ہو۔یہ تو اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ سے وابستہ رہنے اور وہاں قیام کرنے کا کہا ہے۔وہ شخص مدینہ کو نہ چھوڑے۔اس طرح یہ چیز مدینہ میں اس کی موت کا سبب بن جائے گی۔یوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسبب کا ذکر فرما کر سبب مراد لی ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ[آل عمران۳:۱۰۲] اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے، اور تم نہ مرنا مگر اس حال میں کہ تم مسلمان ہو(۷۷)۔

اسی مضمون پر مشتمل احادیث امام احمد بن حنبلؒ (م۲۴۴ھ)، ابن حبانؒ (م۳۵۴ھ)، بزارؒ (م۲۹۲ھ) اور ابن ابی شیبہؒ (م۲۳۵ھ) نے بھی نقل کی ہیں(۷۸)۔

میں شفاعت کروں گا اس کی جس نے میری قبر کی زیارت کی۔

امام بیہقیؒ (م۴۵۸ھ) نے حضرت عمرؓ سے مروی ایک حدیث نقل کی ہے جس میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ زَارَ قَبْرِی أَوْقَالَ مَنْ زَارَنِی کُنتُ لَهُ شَفِیعًا أَوْ شَهِیدًا(۷۹) جس نے میری قبر کی زیارت کی، یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے میری زیارت کی، میں اس کی شفاعت کرنے والا یا گواہ بنوں گا۔

شائد روزِ قیامت اُن (ابوطالب) کو میری شفاعت کام آئے۔

امام بخاریؒ (م ۲۵۶ھ) حضرت ابوسعید خدریؓ کی روایت لائے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے چچا ابوطالب کا ذکر کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَعَلَّهُ تَنْفَعُهُ شَفَاعَتِی یَوْمَ الْقِیَامَةِ فَیُجْعَلُ فِی ضَحْضَاحٍ مِنَ النَّارِ یَبْلُغُ کَعْبَیْهِ یَغْلِی مِنْهُ اُمُّ دِمَاغِهِ(۸۰) شائد روزِ قیامت ان کو میری شفاعت کام آئے کہ ان کے ٹخنوں تک آگ ہوگی اور اس سے ان کا دماغ کھولتا ہوگا۔

اسی مضمون میں احادیث کو حاکم نیشاپوریؒ (م ۴۰۵ھ) اور ابویعلیٰؒ (م ۳۰۷ھ) نے بھی درج کیا ہے(۸۱)۔

میں روزِ قیامت زمین پر درخت اور مٹی کے ڈھیلوں کی تعداد کے برابر لوگوں کی شفاعت کروں گا۔

شفاعتِ نبوی کی وسعت کا اندازہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے کیا جا سکتا ہے: حضرت بُریدہؓ روایت کرتے ہیں کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: إِنِّی لَأَرْجُو أَنْ أَشْفَعَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ عَدَدَ مَا عَلَى الْأَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ وَمَدَرَةٍ(۸۲) مجھے امید ہے کہ میں روزِ قیامت زمین پر درخت اور مٹی کے ڈھیلوں کی تعداد کے برابر لوگوں کی شفاعت کروں گا۔

یہ وہ مقام (مقامِ محمود) ہے جہاں میں اپنی امت کے لیے شفاعت کروں گا۔

جیسا کہ اوپر بیان ہوا، ''صحیح بخاری'' میں حضرت ابوسعید خدریؓ کی روایت ہے۔ روزِ قیامت لوگ حضرت آدم علیہ السلام، حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سفارش کے لیے آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ سے اجازت ملنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین مرتبہ اپنی قوم کی شفاعت فرمائیں گے۔ یہاں تک کہ کوئی شخص دوزخ میں باقی نہیں رہے گا، سوائے اس کے کہ قرآن کی رُو سے جس کا جہنم میں ہمیشہ رہنا واجب ہوگا۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید کی یہ آیت تلاوت فرمائی: عَسَىٰٓ اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا[بنی اسرائیل/ الإسراء ۱۷: ۷۹] (یقیناً آپ کے رب آپ کو مقامِ محمود پر فائز فرمائیں گے)، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: هُوَ الْمَقَامُ الَّذِی وُعِدَهُ نَبِیُّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔ یہی وہ مقامِ محمود ہے جس کا تمہارے نبی صلی اللہ

علیہ وسلم سے وعدہ کیا گیا ہے(۸۳)۔

''مسند احمد'' میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: عَسَى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا[بنی اسرائیل/ الإسراء۱۷: ۷۹](یقیناً آپ کے رب آپ کو مقامِ محمود پر فائز فرمائیں گے)، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: هُوَ الْمَقَامُ الَّذِى اَشْفَعُ لِأُمَّتِى فِيْهِ(۸۴) یہ وہ مقام ہے جہاں میں اپنی امت کے لیے شفاعت کروں گا۔

امام حاکم نیشاپوریؒ(م۴۰۵ھ) نے حضرت جابرؓ سے ایک روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: روزِ قیامت زمین عظمت الٰہی کی وسعت جتنی پھیلی ہوگی۔ بنی آدم میں سے کسی بشر کے لیے کوئی جگہ نہیں ہوگی سوائے اس کے اپنے قدموں کی جگہ کے۔اسی حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ثُمَّ يُؤْذَنُ لِى فِى الشَّفَاعَةِ فَأَقُوْلُ: يَا رَبِّ ! عِبَادَكَ عِبَادَكَ فِى أَطْرَافِ الْأَرْضِ، فَذَلِكَ الْمَقَامُ الْمَحْمُودُ، پھر مجھے شفاعت کی اجازت ملے گی تو میں کہوں گا:اے رب! آپ کے بندے آپ کے بندے زمین کے چاروں طرف۔ وہ مقام محموو ہوگا(۸۵)۔

حضرت کعب بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: يُبْعَثُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَأَكُوْنُ أَنَا وَأُمَّتِى عَلَى تلٍّ وَيَكْسُوْنِى رَبِّى عَزَّوَجَلَّ حُلَّةً حُمْرَاءَ، ثُمَّ يُؤْذَنُ لِى فَأَقُوْلُ مَاشَاءَ اللّٰهُ أَقُوْلُ، فَذَلِكَ الْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ(۸۶) روزِ قیامت لوگ اٹھائے جائیں گے۔میں اور میری امت ایک ٹیلے پر ہوں گے۔میرے رب عزوجل مجھے سرخ رنگ کا لباس پہنائیں گے۔ پھر مجھے اجازت ملے گی اور میں کہوں گا جو اللہ تعالیٰ چاہیں گے کہ میں کہوں، وہ مقامِ محمود ہوگا۔

الْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ سے کیا مراد ہے، اس بارے میں ابن حجر عسقلانیؒ(م۸۵۲ھ) نے اقوال جمع کیے ہیں: شفاعت،نشست ،روزِ قیامت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو''پرچمِ حمد'' عطا ہونا،اللہ تعالیٰ اور حضرت جبریل علیہ السلام کے درمیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نشست افروز ہونا(۸۷)۔

میں اِنہی تین جگہوں میں سے کسی جگہ پر ملوں گا۔

''جامع ترمذی'' میں حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ آپ روزِ قیامت میرے لیے شفاعت فرمائیں۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: أَنَا فَاعِلٌ میں کرنے والا ہوں۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں آپ کو کہاں ڈھونڈوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: أُطْلُبْنِى أَوَّلَ مَا تَطْلُبُنِى عَلَى الصِّرَاطِ پہلے مجھے پُلِ صراط پر ڈھونڈنا۔ میں نے عرض کی: اگر آپ سے میں